مجلہ الواقعہ کراچی

طلبِ استعانت کا قرآنی تصور

محمد تنزیل الصدیقی الحسینی

استعانت کیا ہے؟

"استعانت" عربی زبان کا لفظ ہے، "عون" سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں: مدد و اعانت۔ تاہم استعانت و معاونت میں فرق ہے۔

استعانت کے معنی ہیں:

"اپنی پیش آمدہ مصائب و بلا پر کامل یقین کے ساتھ کسی سے مدد چاہنا۔"

"آخرت کی بھلائی چاہنا یا وہ امور جو حس و ادراک سے بالاتر ہیں ان میں کسی سے مدد چاہنا۔"

امام بغوی فرماتے ہیں:

" على ما يستقبلكم من أنواع البلاء و قيل: على طلب الآخرة۔" (معالم التنزيل، للامام البغوی المتوفی ۵۱۰ھ، طبع دار طیب للنشر والتوزیع ۱۴۱۷ھ)

قاضی محمد سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں:

"معاونت میں وہ امور داخل ہیں کہ معین و معاون، دونوں ایک دوسرے کی اعانت کے احتیاج رکھتے ہوں۔ درزی کو موچی کی ضرورت ہے، موچی کو درزی کی۔ کاشتکار کو بزاز کی ضرورت ہے، بزاز کو کاشتکار کی۔ یعنی سلسلۂ احتیاج بہر دو جانب موجود ہے۔ زید خالد کا کام بناتا ہے اور خالد زید کا۔ یہ سلسلہ عالم مادی پر ختم ہو جاتا ہے۔ استعانت ان امور میں ہے جو انسان کی طاقت سے بالاتر ہیں اور ان کا تعلق صرف قدرت الٰہیہ سے ہوتا ہے۔ مصائب کا دور کرنا، نوائب کا ہٹانا، عطیہ انعامات و سعادات، مرادوں کا پورا کرنا، آرزوؤں کا بر لانا، گناہان و تقصیرات ماضیہ سے در گزر، مستقبل کی اصلاح و فلاح آخرت کی بہبودی، دنیا کی سلامتی، حیات و ممات، عطیہ مال و اولاد، کشائش رزق، افزائش عمر و غیرہ وغیرہ کی استعانت خاص ربّ العالمین ہی کا خاصہ ہے۔" (معارف الاسماء شرح اسماء اللہ الحسنیٰ:۱۸۳)

بد قسمتی سے اردو زبان کی تنگ دامانی اس لفظ کا کوئی مترادف نہیں رکھتی۔ اسی لیے عموماً مترجمین نے اس کا ترجمہ "مدد" سے کیا ہے۔ کہاں "استعانت" میں قدرت الٰہیہ کی کاملیت اور اس کی وحدانیت کا مکمل اظہار اور کہاں لفظ "مدد" سے اس کی عمومیت پر استدلال۔ سورۂ فاتحہ کی آیتِ مبارکہ ملاحظہ ہو:

(إِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَإِيَّاكَ نَسۡتَعِينُ ۝٥)

"ہم تیری ہی عبادت کرتے اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔"

یہی وہ عمومی ترجمہ ہے جو تقریباً تمام مترجمین نے کیا ہے۔ لیکن اس کی وجہ سے استعانت کی جو گہرائی تھی وہ کہیں مفقود ہو گئی اور مقام عبودیت کو سمجھنے کی کنہ بھی کہیں کھو گئی۔

مدد تو ایک انسان بھی دوسرے انسان کی کر دیتا ہے اور طلبِ مدد توحید کے منافی بھی نہیں۔ جبکہ استعانت کا تقاضا کسی غیر اللہ سے کرنا نہ صرف تصور توحید کے منافی بلکہ شرک ہی کی ایک قسم ہے۔

کیونکہ (وَإِيَّاكَ نَسۡتَعِينُ) فرما کر اللہ نے استعانت کو صرف اپنے لیے مخصوص فرما دیا ہے اور یہ کلمۂ حصر ہے۔ جب انسان اپنے ہی طرح کے کسی دوسرے انسان سے مدد و اعانت کا طلب گار ہوتا ہے تو جانتا ہے کہ یہ انسان ضروری نہیں ہے کہ میری طلب پوری کر ہی دے بلکہ یہ شخص اگر مدد کرے گا بھی تو اللہ ہی کی توفیق سے۔ جبکہ تمام تر یقین اور کسی الوہی تصور کے ساتھ جب مدد کی التجا کی جاتی ہے تو وہ صرف طلبِ اعانت کی ایک شکل نہیں رہ جاتی بلکہ ایک عقیدہ بن جاتا ہے اور یہ عقیدہ صرف اللہ ربّ العزت ہی سے وابستہ کیا جانا چاہیئے۔

انسان اس مادّی دنیا میں مختلف قسم کے مصائب و مشکلات کا شکار ہوتا رہتا ہے۔ کچھ مشکلات کا تعلق اسی مادّی دنیا کے مختلف مظاہر سے ہوتا ہے۔ اس میں لوگ باہم ایک دوسرے کی مدد کر کے ان مشکلات سے نجات حاصل کرتے ہیں۔ جبکہ بعض اقسام مصائب ایسی ہیں کہ جن کو رفع کرنے کی طاقت صرف ربّ العزت کی ذات گرامی کو حاصل ہے۔ انہیں دور کرنا انسانی طاقت سے باہر ہے۔

مثلاً ایک شخص بیمار ہوتا ہے ہم اسے دوا دے سکتے اور اس کی صحت یابی کے لیے دعا کر سکتے ہیں مگر شفا دینا صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔

یہ عام انسانی مشاہدہ ہے کہ ایک آدمی بظاہر قریب الموت ہو گیا لیکن اللہ نے اسے شفا دی اور وہ واپس زندگی کی رعنائیوں میں لوٹ آیا جبکہ ایک آدمی اپنی معمولی سی بیماری کو نظر انداز کرنے کے سبب تھوڑے ہی دنوں میں موت سے ہمکنار ہو گیا۔

اسی طرح ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی بالکل غیر اصولی طور پر اپنی موٹر سائیکل یا کار چلاتا ہے۔ اس کی غیر ذمہ دارانہ روش سے دوسرے افراد حادثات کا شکار ہوتے ہیں اور وہ خود پوری زندگی محفوظ رہتا ہے جبکہ دوسری طرف ایک ایسا آدمی ہے جو ٹریفک کے اصول و ضوابط کے عین مطابق ڈرائیو کرتا ہے مگر حادثے کا شکار ہو جاتا ہے کیونکہ حادثے کا وقوع پذیر ہونا انسانی طاقت سے باہر ہے۔

اسی طرح کوئی شخص اولاد کی نعمت سے محروم ہے۔ وہ علاج معالجہ کرا سکتا ہے لیکن اولاد اسے صرف اللہ ہی کے اذن سے ملے گی۔ نہ دنیا کا کوئی حکیم اسے اولاد دے سکتا ہے اور نہ ہی قبر کی کوئی ایسی چوکھٹ ہے جو کسی بے اولاد شخص کے گھر کی ویرانی دور کرنے پر قدرت رکھتی ہے۔

یہی "استعانت" ہے جس کا اختیار صرف اللہ ربّ العزت کے پاس ہے دنیا کا کوئی انسان اس طلب کی تکمیل نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس کمی کو رفع کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔

المستعان

"استعانت" کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگائیے کہ اللہ ربّ العزت کے اسمائے صفاتی میں ایک نام "المستعان" بھی ہے۔ قرآنِ کریم میں یہ اسم مبارک دو مرتبہ آیا ہے۔ ایک مرتبہ سورۂ یوسف (آیت: ۱۸) میں اور دوسری مرتبہ سورۂ الانبیاء (آیت ۱۱۲) میں۔

استعانت کے معنی کو بخوبی سمجھ لینے کے بعد یہ جان لینا ضروری ہے کہ "المستعان" صرف اللہ ہے۔

قاضی سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں:

"یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے حق بندہ پر دو ہیں۔ عبادت اور استعانت۔ جو کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے ان حقوق کو کم کرے گا، دوسرے کو دے گا۔ دوسرے کو ایسے حق کا اصلی یا حقیقی یا عارضی یا مجازی مالک سمجھے گا وہ شرک کے گہرے گڑھے میں گر جائے گا۔" (معارف الاسماء شرح اسماء اللہ الحسنیٰ: ۱۸۴)

امام جعفر صادق، قاضی ابو بکر ابن العربی، امام قرطبی، امام محمد بن ابراہیم الوزیر الیمانی اور حافظ ابن حجر عسقلانی (رحمۃ اللہ علیہم) نے اس اسم مبارک کو اسمائے اللہ تعالیٰ میں شمار کیا ہے۔

طلبِ استعانت کا قرآنی تصور

قرآنی اصطلاح "استعانت" سے واقف ہونے کے بعد یہ جاننا ضروری ہے کہ قرآن طلبِ استعانت کے لیے کونسا نسخہ تجویز کرتا ہے؟ ارشادِ ربّانی ہے:

(وَٱسۡتَعِينُواْ بِٱلصَّبۡرِ وَٱلصَّلَوٰةِ) (البقرۃ:۴۵)

"استعانت حاصل کرو صبر اور صلاۃ کے ذریعے سے۔"

قرآن نے صبر اور صلاۃ کو طلبِ استعانت کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

۱۔ صبر

"صبر" ان صفات حسنہ میں سے ہے کہ جس کی کمی اور زیادتی، تشنگی اور تکمیل براہِ راست ایمان کو متاثر کرتی ہے۔ "صبر" کا شمار ان

Mujallah AlWaqia Karachi:::Al-Waqia.Blogspot.Com:::AlWaqiaMagzine.Wordpress.Com ::: کراچی مجلہ الواقعہ

صفات میں ہے جو بہت وسیع المعنی ہیں۔ قرآن نے دعا کی اس قدر تاکید نہیں کی جس قدر صبر کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ انسان اپنی کسی بھی نیکی اور اچھی صفت کی وجہ سے اللہ کی قربت و معیت حاصل نہیں کر سکتا مگر اللہ نے صابرین کو یہ درجہ عطا فرمایا کہ انہیں اپنی معیت نصیب فرمائی:

(ان اللّٰہ مع الصابرین)

اگر "صبر" ہوگا تو معیت کے مظاہر بھی جلوہ گر ہوں گے ورنہ وہ صبر، صبر نہیں عین تلبیسِ شیطانی ہے۔ تاہم یہاں یہ بھی جان لینا چاہیئے کہ ربّ العزت کی معیت کی نوعیت عام انسانی معیت کی طرح نہیں یہ اس کی شان کے مطابق ہی ہے۔ ہمیں اس کی نوعیت کی فکر کرنے کی بجائے اپنے اندر صبر کی صفت پیدا کرنے کی فکر کرنی چاہیئے۔

صبر کیا ہے؟

سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

" الصبر صبران : صبر عند المصیب حسن، وحسن منہ الصبر عن محارم اللّٰہ۔" (تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر الدمشقی)

سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ نے صبر کے اجزاء بیان کیے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے انسان یہ خواہش بھی نہ رکھے کہ جو مصیبت اسے پیش آئی ہے وہ دور ہو جائے لاتحب زوالھا۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں "ہجرِ جمیل"، "صفحِ جمیل" اور "صبرِ جمیل" کا ذکر فرمایا ہے۔ "ہجرِ جمیل" کسی کو اذیّت پہنچائے بغیر الگ ہو جانے کا، "صفحِ جمیل" پیشانی پر آثارِ غضب لائے بغیر معاف کر دینے کا اور "صبرِ جمیل" کسی بھی مخلوق کے سامنے حرفِ شکایات لائے بغیر مصائب کو جھیل جانے کا نام ہے۔ چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو حالتِ مرض میں یہ سنایا گیا کہ امام طاؤس مریض کے کراہنے کو مکروہ سمجھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ مخلوق سے شکوہ ہے۔ تو امام احمد نے وفات تک ایک آہ نہ کی۔" (العبودیۃ)

خود راقم کا روّیہ یہ ہے کہ اسے جب کبھی کوئی مصیبت پیش آئی تو اس مصیبت کو دور کرنے کی فکر کرنے کی بجائے اس گناہ پر نظر ڈالنے کی کوشش کی جس کے نتیجے میں یہ مصیبت آئی ہے۔ کیونکہ (وَأَنَّ ٱللَّهَ لَيۡسَ بِظَلَّٰمٖ لِّلۡعَبِيدِ ﴿١٨٢﴾) (آل عمران: ۱۸۲، الانفال: ۵۱، الحج: ۱۰) پر ایمان کامل ہے ناممکن ہے کہ اللہ کسی بندے پر زیادتی کرے۔ اس لیے کہ ہر مصیبت ہمارے کسی معاصی ہی کا نتیجہ ہوتی ہے۔ جب معصیت کو ترک کر دیا جائے گا تو مصیبت سے بھی نجات مل جائے گی۔

جس طرح انسان کا ہر عمل ایک نتیجہ رکھتا ہے بعینہ اس کی ہر صفت ..... خواہ حَسنہ ہو یا رذیلہ ...... ایک تاثیر بھی رکھتی ہے اور طبائعِ انسانی کی عام جولانیوں کی طرح جس جس طرح انسان اپنی کسی صفت کی تحصیل و تکمیل کرتا جائے گا ویسے ویسے اس کی تاثیر اس کے فکر و عمل میں رونما ہوتی جائے گی۔

انسان جس قدر صابر بنتا جائے گا اسی قدر اس صفتِ حسنہ کی تاثیر بھی اس کے فکر و عمل کی دنیا کو روشن کرتی جائے گی۔ اسی قدر معیت الٰہی کی نعمت بھی اسے ملتی جائے گی، اسی قدر طلبِ سعادت کی حرص بڑھتی جائے گی، راہ شقاوت سے دوری بھی آتی جائے گی اور اسی قدر استعانت کی قوت بھی اسے نصیب ہو گی۔

۲ - صلاۃ

صلاۃ جسے پاک و ہند کے مسلمانوں کی عظیم اکثریت نماز کہتی ہے طلبِ استعانت کا دوسرا مؤثر ذریعہ ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

(اقم الصلاۃ لذکری)

"مجھے یاد کرنا چاہو تو نماز قائم کرو۔"

قیام صلاۃ اور ادائے صلاۃ میں بڑا فرق ہے۔ ایک نماز وہ ہے جو کامل تضرع و تذلل کے ساتھ ربّ تعالیٰ کی بارگاہِ صمدیت میں ادا کی جاتی ہے۔ اس کے ارکان کی تکمیل کا خیال رکھا جاتا ہے۔ تکمیلِ نماز کے لیے صرف اعضائے جسمانی ہی کو پانی سے دھویا نہیں جاتا بلکہ اپنے فکر و نظر کو بھی طاہر اور قلب و احساس کو بھی پاکیزہ کیا جاتا ہے۔ جبکہ ایک نماز وہ بھی ہے جو محض رسمِ عبدیت کے طور پر جلد بازی کے ساتھ ادا کر دی جاتی ہے اور جس کی ادائیگی کے دوران ہجوم افکار کی آمد ہوتی ہے۔ بظاہر یہ دونوں ہی نماز ہیں مگر اپنے احساس اور تاثر کے اعتبار سے دونوں مختلف ہیں۔

حاصلِ نتیجہ

" استعانت " توحید کے تقاضوں میں سے ایک تقاضا اور ربّ العزت کے ارکانِ عبادت میں سے ایک رکنِ عبادت ہے۔ طلبِ استعانت صرف اللہ ہی سے کی جائے گی۔ جس طرح دوسری تمام عبادتیں صرف اللہ ہی سے مخصوص ہیں اسی طرح استعانت بھی صرف اللہ ہی کے لیے ہے۔ عام انسانی مدد کی نوعیت دوسری ہے وہ استعانت میں داخل نہیں۔

Mujallah AlWaqia Karachi :::Al-Waqia.Blogspot.com:::AlWaqiaMagzine.Wordpress.com

مجلہ الواقعۃ کراچی